تحریر: ڈاکٹر عاصم بن عبداللہ القریوتی
ترجمہ و تلخیص: امتیاز احمد سلفی

اپریل فول
کی تاریخی اور شرعی حیثیت

مجلہ جامعہ سلفیہ مارچ ۸۷ء کے شمارہ میں اپریل فول کی تاریخی اور شرعی حیثیت پر ایک طویل مضمون شائع ہوا تھا' مضمون نگار مشہور سلفی عالم ابو صہیب عاصم قریوتی صاحب تھے' ہم اس مضمون کا اردو ترجمہ افادۂ عام کی غرض سے اختصار کے ساتھ ہدیۂ قائین کر رہے ہیں۔ (مترجم)

گفتگو اور بات چیت ایک ایسی چیز ہے جس کی بنیاد پر متکلم غیر شعوری طور پر جنتی اور جہنمی ہونے کا مستحق بن سکتا ہے۔ کوئی بھی کلام دو حال سے خالی نہیں' یا تو سچا ہو گا یا جھوٹا۔ بلاشبہ شریعت میں سچائی پر بہت زور دیا گیا ہے' اور اس کی اہمیت بھی مسلم۔ یہی وہ خوبی ہے' جس کی بناء پر حضرت خدیجہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کی تھی۔ اس کے برعکس جھوٹ ایک مہلک مرض ہے' جس کی بابت شریعت میں سخت وعید وارد ہے۔ صادقؐ امینؐ نے جھوٹ کی اشاعت و ترویج سے متعلق فرمایا کہ خیرِ قرون کے بعد اس کی ترویج عام ہو جائے گی۔ حدیث کا ترجمہ یہ ہے:

"لوگوں کے لئے میری وصیت ہے کہ وہ میرے اصحابؓ کی اتباع کو لازم پکڑ لیں' بعد میں آنے والے تابعینؒ کو' اور ان کے بعد کے لوگ تبع تابعینؒ کو۔ پھر کذب کو اتنا رواج حاصل ہو جائے گا کہ آدمی بات بات پر قسم کھائے گا' اور گواہی پیش کرے گا' حالانکہ اس سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی"۔ (۱)

"آپؐ کی پیشین گوئی کے مطابق جھوٹ خوب پھلا پھولا' یہاں تک کہ مسلمانوں نے متعدد امور میں غیروں کی تقلید کا قلادہ اپنی گردن میں ڈال لیا اور انہی کی مالا جپنے لگے ـــــ انھی

تکذیبات میں سے "اپریل فول" بھی ہے۔

اس جھوٹ کو لوگوں میں خوب پھیلایا گیا' جسے اپریل کی پہلی تاریخ کو ہنسی مذاق کے لئے انجام دیا جاتا ہے اور عہدِ قدیم سے اکثر یورپین ممالک میں اس پر عمل کیا جاتا رہا —— یورپی تہذیب کے ساتھ ساتھ اسے بھی اپنا لیا گیا۔

اپریل فول کے سلسلے میں ہم نے بہت سی باتیں سنیں اور دیکھیں۔ اور جو اس کے برے اثرات لوگوں پر مرتب ہوئے' اس سے بھی ہمارے کان نا آشنا نہیں۔ ایک دوسرے کے خلاف بغض' حسد' کینہ' قطع تعلقات' بھائی چارگی اور اہلِ خاندان میں عداوت پیدا کرنا اس کے خاص اثرات ہیں۔ بایں سبب دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اس کی شرعی اور تاریخی حیثیت کو اجاگر کرنا چاہئے۔

ماہِ اپریل اور وجہ تسمیہ (۱)

ماہِ اپریل انگریزی سال کا چوتھا مہینہ ہے' جس کے دنوں کی تعداد ۳۰ ہے۔ رومان کی قدیم جنتری میں اس لفظ کا اشتقاق "اپریلیس (APRILIS) سے بتایا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا اشتقاق لاتینی فعل فتح (ARERiRE) سے ہے' جس کا مفہوم "کھلنا" ہے' اپریل کے مہینے میں موسم بہار کی ابتداء ہوتی ہے' اور باغات و چمن میں شگوفے اور کلیاں چٹخنے لگتی ہیں۔ فرانس میں بادشاہ "شارل نہم" کے حکم سے اپریل کے بجائے جنوری کو سال کا پہلا مہینہ بنایا گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی بعض توجیہات کی گئی ہیں' چنانچہ رومان نے اس مہینہ کی پہلی تاریخ کو اپنے معبود "فینوز" کے لئے میلہ کا دن مقرر کیا —— یہ معبود ان کے نزدیک' حسن و جمال' ہنسی مذاق اور سعادت کا معبود تصور کیا جاتا ہے۔ اس میلہ میں شادی شدہ اور بن بیاہی عورتیں اپنی جسمانی و روحانی مصیبتیں اپنے معبود کے سامنے بیان کرتی ہیں اور روتی گڑگڑاتی ہیں' لیکن یہ کوشش رہتی ہے کہ ان عیوب سے ان کے شوہر اور سرپرست واقف نہ ہو سکیں۔

سیکسن قومیں اس ماہ میں اپنے قدیم معبود ایسٹر کا تہوار مناتی ہیں' چنانچہ انگریزی لغت میں اس وقت بھی نصاریٰ کے نزدیک اس عید کا نام "عید فصح" ہے' جسے وہ لوگ یہودیوں کے مصر سے نکلنے کی یادگار میں مناتے ہیں —— یہ تھی یورپی قوموں کے نزدیک ماہِ اپریل کی حیثیت۔

اپریل فول کا آغاز اور تاریخی حیثیت

اپریل فول کی ابتدا و آغاز کے بارے میں متعین طور پر مورخین کی رایوں کا علم نہیں ہو سکا ہے' لیکن جتنا کچھ معلوم ہو سکا اسے ذکر کیا جا رہا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کی ابتداء شب و روز کے مساوی ہونے کے دن رومی مہینہ "آذا" (مارچ) کی اکیسویں تاریخ کو موسم ربیع کے تہواروں سے ہوئی۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ بدعت فرانس میں ۱۵۶۴ء میں جدید جنتری کے قیام کے بعد ایجاد ہوئی۔ جب کسی کو جدید جنتری سے انکار ہوتا تو اپریل کی پہلی تاریخ کو لوگوں کے ہنسی مذاق کا نشانہ بنتا تھا' لوگ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے' جو دوسروں کے لئے مضحکہ کا سبب بنتا۔

بعض کا کہنا ہے کہ یہ بدعت موسم ربیع کی مخصوص تاریخ سے مربوط ہونے کی بناء پر زمانہء قدیم سے چلی آ رہی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض مقامات ایسے ہیں جہاں شکاری کو عموماً پہلے ہی دن ناکامی ہوتی تھی' اس وقت سے یہ بات عام ہو گئی کہ وہ اپریل کی پہلی تاریخ ہے' جس دن ایسا ہوتا ہے۔

یورپ میں اپریل فول کو اپریل فش کہتے ہیں' کیونکہ آفتاب اس مہینہ میں برج حوت سے منتقل ہوتا ہے جسے انگریزی میں (Poisson,d Arril) کہتے ہیں۔ یہ لفظ بواسون (جس کے معنی مچھلی کے ہوتے ہیں) "باسیون" کی بگڑی ہوئی شکل ہے' جس کا معنی "عذاب" کا بھی ہوتا ہے' اس سے اشارہ ہے اس عذاب کی طرف' جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس دنیا میں جھیلا (نصاریٰ کے خیال کے مطابق واقعہ صلیب اپریل کی پہلی تاریخ کو پیش آیا)

انگریزوں کے نزدیک ماہ اپریل کی پہلی تاریخ کو احمقوں اور بیوقوف صفت لوگوں کے اجتماع کا دن سمجھا جاتا ہے' یعنی (ALL Fools day)۔ اس دن وہ طرح طرح کی کذب بیانی کرتے ہیں' اور جو انہیں تسلیم کر لیتا ہے' اسے بیوقوف بناتے پھرتے ہیں جس پر لوگ خوب ہنسی مذاق اور ٹھٹھا کرتے ہیں۔

اپریل فول کا تذکرہ سب سے پہلے "Drakes Newsleter" نامی رسالہ نے کیا' اس کے اندر ۲ اپریل ۱۶۹۸ء کو یہ خبر شائع ہوئی کہ لوگوں کی ایک خاص تعداد نے اپریل کی پہلی تاریخ کو لندن کے برج میں شیروں کے کرتب دکھائے جانے کے سلسلہ میں دعوت نامہ وصول کیا۔

اپریل کی پہلی تاریخ کو یورپ میں سب سے مشہور جو واقعہ رونما ہوا' وہ یہ ہے کہ ایک

انگریزی اخبار "ایوننگ اسٹار" نے ۳۱ مارچ ۱۸۴۶ء کو ایک اعلان شائع کیا کہ کل پہلی اپریل کو شہر اسلنگٹن کے زراعتی چیمبر میں گدھوں کی ایک عام نمائش کے انعقاد کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اعلان کافی دلچسپ تھا' اس لئے لوگ جوق در جوق اس نمائش میں شرکت کے لئے بغرضِ مشاہدہ اکٹھا ہوئے اور انتظار کی گھڑیاں گنتے رہے' بالآخر جب گھبرا گئے تو پوچھا گیا کہ نمائش کا انعقاد کب ہو گا؟ جواب نہ ملنا تھا نہ ملا' تب لوگوں کو یقین ہوا کہ انہیں بیوقوف بنانے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ اپریل فول کی بدعت یورپ کی تہذیبِ جدید کے طفیل ہے۔ مسلم معاشرہ میں جہاں بہت سے امراض مغربی تہذیب کے توسط سے آئے' ان ہی میں سے اپریل فول کا مرض بھی ہے۔

شریعت میں جھوٹ کی مذمت

کذب بیانی معاشرہ کا ایک زبردست مہلک مرض ہے' جو نفاق کی علامت اور ایمان کے منافی ہے۔ کسی مومن میں اس صفت کا پایا جانا اس کی شان کے خلاف ہے اور مذموم عادت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن چیزوں کو قبیح تصور کرتے تھے' ان میں سے جھوٹ بولنا بھی ہے۔ اہلِ علم نے بیان کیا کہ ایمان اور جھوٹ کا اجتماع ناممکن ہے' کیونکہ ان کی بنیاد صدق ہے اور نفاق کی جڑ جھوٹ ہے۔

بیشتر احادیثِ شریفہ میں امت کو جھوٹ کی قباحت سے ڈرایا دھمکایا گیا ہے۔ چند احادیث کا ترجمہ درج ذیل ہے:

مشہور حدیث ہے' عبداللہ بن عمروؓ راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"چار خصلتیں جن میں پائی جائیں گی' وہ خالص منافق ہے --- جب بات کرے تو جھوٹ بولے' عہد کرے تو بیوفائی کرے' وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے' جھگڑا کرے تو گالی بکے" (۱۲)

حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

"مشکوک چیز کو چھوڑ دو کیونکہ جھوٹ میں شک ہے' اور سچائی میں یقین اور اطمینان ہے"۔ (۱۳)

عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سچائی کو لازم پکڑو کہ وہ جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے'

اسلامک سنٹر جامعہ
علوم اثریہ جہلم کا
اندرونی منظر

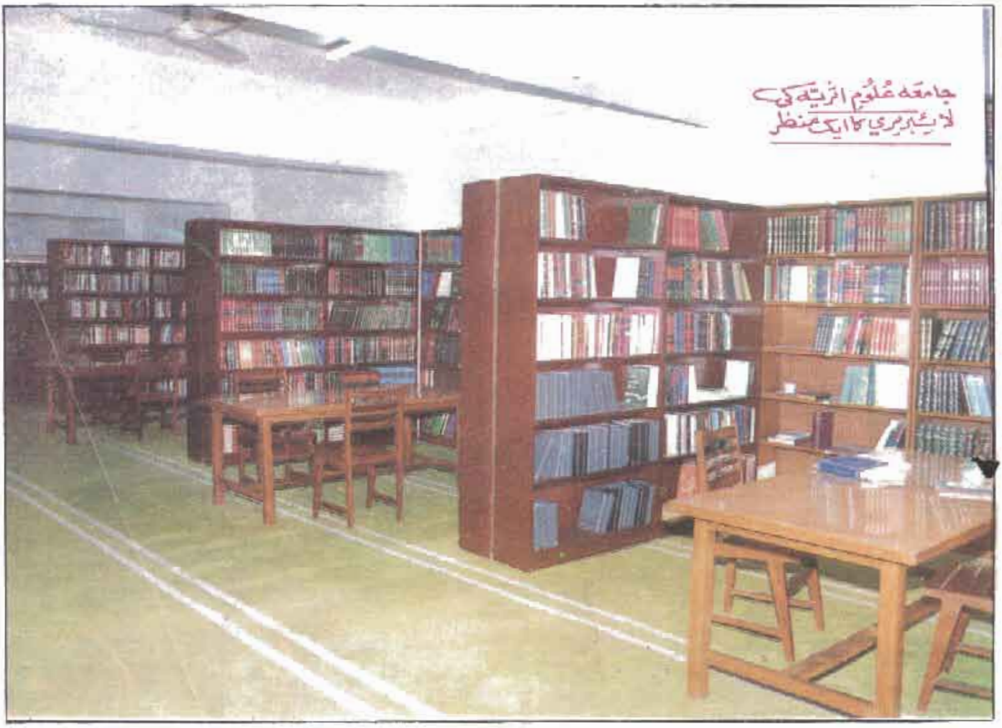

جامعہ عُلُوم اثریہ کی
لائبریری کا ایک منظر

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا لکھا جاتا ہے۔ اور جھوٹ سے پرہیز کرو' کیونکہ جھوٹ جہنم کی راہ دکھانے والا ہے' آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے تاآنکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے"۔ (۴)

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند عورتیں جمع تھیں' آپؐ نے ان کے سامنے دودھ پیش فرمایا' ان عورتوں نے اس کے پینے سے انکار کر دیا تو آپؐ نے فرمایا' "بھوک اور جھوٹ اکٹھا نہیں ہو سکتے"۔ (۵)

ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث منقول ہے کہ "قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں سے کلام نہیں فرمائیگا۔ (ابو معاویہ نے کہا اور نہ ہی ان کے طرف دیکھے گا) اور نہ تزکیہ فرمائے گا' بلکہ ان کو عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا: جھوٹا بادشاہ' بوڑھا زانی' اور مغرور محتاج شخص"۔ (۶)

ایک حدیث سے تو یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ بچے کو اگر کچھ دینے کے لئے بلایا جائے' اور بلا کر کچھ نہ دیا جائے' تو یہ بھی جھوٹ میں داخل ہے۔

نتیجہ کے طور پر معلوم ہوا کہ:

۱۔ جھوٹ نفاق کی علامت ہے۔

۲۔ چھوٹے اور بڑے میں جھوٹ کی تفریق نہیں۔

۳۔ جھوٹا بادشاہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے سے محروم رہے گا' اس کے دیدار سے بھی محروم رہے گا۔

۴۔ جھوٹ میں اضطراب ہے اور سچائی میں سکون ہے۔

۵۔ جھوٹ باعث عذاب ہے۔

۶۔ مومن شخص کو جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اپریل فول کی تقریب جو یقیناً" یورپی ممالک سے ہم تک پہنچی' اور ہماری دلچسپی کا ذریعہ بنی' اس کے اپنانے میں اغیار کی تقلید اور تہذیبی مشابہت ہے۔ یوں بہت سے امور میں مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں رہتا' حالانکہ شریعت کے بہت سے ایسے مسائل ہیں' جن میں غیروں سے مشابہت اختیار کرنے سے شدت کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے۔ اور بعض کاموں میں مخالفت کا حکم دیا گیا ہے' جس کا وجود غیروں کی ثقافت میں ہو۔ اس غرض سے بعض ان احادیث کا بھی ترجمہ دیا جاتا ہے جن میں اغیار کی مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کا حکم دیا ہے، اور مبغوض و ملعون قوم کی اتباع سے منع فرمایا ہے ---- اس مضمون کی بہت سی آیات و احادیث منقول ہیں! ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ"۔ (الجاثیہ: ۱۶-۱۸)

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب (ہدایت) اور حکومت و نبوت بخشی، اور پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں، اور اہلِ عالم پر فضیلت دی اور ان کو دین کے بارے میں دلیلیں عطا کیں تو انہوں نے جو اختلاف کیا تو علم آ چکنے کے بعد آپس کی ضد سے کیا۔ بیشک تمہارا پروردگار قیامت کے دن ان باتوں کا، جن میں وہ اختلاف کرتے تھے، فیصلہ کرے گا۔ پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے رستے پر قائم کر دیا تو اسی (رستے) پر چلے چلو اور نادانوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلنا"۔

"وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يُنْكِرُ بَعْضَهُ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبِ ۝ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَمَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ" (الرعد: ۳۶-۳۷)

"اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی، وہ اس کتاب سے، جو تم پر نازل ہوئی ہے، خوش ہوتے ہیں۔ اور بعض فرقے اس کی بعض باتیں نہیں بھی مانتے۔ کہدو کہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ (کسی کو) شریک نہ بناؤں، میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف مجھے لوٹنا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو عربی زبان کا فرمان نازل کیا اور اگر تم علم (و دانش) آنے کے بعد ان لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے چلو گے تو اللہ کے سامنے کوئی نہ تمہارا مددگار ہو گا اور نہ کوئی بچانے والا"۔

"وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ" (البقرة : ۱۲۰)

"اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی' یہاں تک کہ ان کے مذہب کی پیروی اختیار کر لو۔ (ان سے) کہدو کہ اللہ کی ہدایت (یعنی دینِ اسلام) ہی ہدایت ہے اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی) کے آ جانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو اللہ سے بچانے والا نہ کوئی دوست ہو گا اور نہ کوئی مددگار"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ "راہبانہ لباس سے پرہیز کرو' جو شخص اس قسم کا لباس استعمال کرے گا' وہ میرے طریقہ سے خارج ہے"۔ (۷)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ : "یہود و نصاریٰ رنگین کپڑا نہیں استعمال کرتے' لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو"۔ (۸)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "مشرکین کی مخالفت کرو' مونچھیں چھوٹی کرو اور ڈاڑھی بڑھاؤ"۔ (۹)

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے حدیث منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو فرمایا "یہ کافروں کا لباس ہے اسے استعمال نہ کرو"۔ (۱۰)

مشہور حدیث کا ٹکڑا ہے : "من تشبہ بقوم فھو منھم" "جس نے کسی قوم کی مشابہت (پہننے' اوڑھنے یا تہذیب و ثقافت میں) اپنائی' تو وہ انھیں میں سے ہے"۔ یعنی غیروں کے شعار کو اپنانے کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ہم نے خود کو دین و شریعت کے شعار سے الگ کر لیا۔

حضرت جابرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہودیوں کے سلام کا جواب مت دو کہ ان کا سلام ہتھیلی اور سر کے اشارہ سے ہوتا ہے"۔ (۱۱)

ایک اور روایت میں آپؐ نے فرمایا : "مسلمان جب تک افطار میں جلدی کریں گے' دین کو غلبہ حاصل ہو گا' اس لئے کہ یہود و نصاریٰ اس میں تاخیر کرتے ہیں"۔ (۱۲)

الغرض ایسی بہت سی آیات و احادیث آپ کو ملیں گی' جن میں مسلمانوں کو دوسری قوموں کے

طریقے اختیار کرنے اور ان کے ساتھ مشابہت اپنانے سے تاکیدی انداز میں منع کیا گیا ہے۔ خلاصہ کے طور پر معلوم ہوا ہے کہ :

۱۔ ہمیں جاہلوں کی اتباع سے روکا گیا ہے' قرآنِ مجید کی اصطلاح میں **"لایعلمون"** کی پیروی ہم پر ممنوع قرار دی گئی ہے۔

۲۔ یہود و نصاریٰ کی مخالفت ان کے طریقے کی عدم پیروی میں ہے۔

۳۔ رہبانیت پسندوں کا لباس اختیار کرنے سے ممانعت کی گئی ہے۔

۴۔ کفار کی مشابہت کی مذمت کی گئی کہ جو ان جیسا کرے گا' اس کا شمار انہی میں سے ہوگا۔

۵۔ ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھ کتروانے میں مشرکین کی مخالفت ہے۔

۶۔ یہود و نصاریٰ کی مخالفت نیز افطار میں جلدی کرنے کا حکم دیا گیا۔

۷۔ ہتھیلیوں اور سروں کے اشارے سے سلام کرنا منع ہے' یہ یہودیوں کے سلام کرنے کا طریقہ ہے۔

شریعت میں مزاح کی گنجائش

آپس میں گفتگو اور بات چیت کے ذریعہ خوش طبعی کا نام مزاح ہے' مگر یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ کسی کی شخصیت مجروح نہ ہونے پائے اور احترام مدِ نظر ہو۔

بلاشبہ کسی خاص قسم کے کام کو مستقل طور سے انجام دینے میں آدمی ملولِ خاطر اور اکتاہٹ محسوس کرتا ہے' چنانچہ ابنِ مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اکتاہٹ دور کرنے کی غرض سے ہمیں نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

شریعت میں یہ بات عام ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر ہے' ایسے ہی انسان کے اوپر اس کے جسم' آنکھ' آل اولاد اور اہل و عیال کا بھی حق ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' اور فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس بات کی خبر نہ دوں کہ تم رات کو قیام اور دن کو روزہ داری میں بسر کرو؟ میں نے کہا ضرور! آپ نے فرمایا: "ایسا مت کرو' قیام بھی کرو' سویا بھی کرو' روزہ بھی رکھو اور نہ بھی رکھو' اس لئے کہ تمہارے جسم' آنکھ' آل و اولاد اور بیوی کا بھی تم پر حق ہے" (۱۳)

لہذا جس طرح انسان کو اپنے طریقۂ کار اور منہج حیات میں اعتدال کو مدِ نظر رکھنا ضروری

ہے' ویسے ہی یہ بھی لازم ہے کہ اپنے قلب و جگر کو آرام و راحت کا موقع دیا جائے۔ حضرت حنظلہؓ نے ایک مرتبہ نبی معصومؐ سے عرض کی "اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جس وقت ہم آپؐ کے پاس ہوتے ہیں تو آپؐ کی نصیحتوں سے جنت و دوزخ کا منظر ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے' مگر جیسے ہی آپؐ سے جدا ہوتے ہیں تو بیوی بچوں میں ایسا مشغول ہو جاتے ہیں کہ یہ سب نصیحتیں ہم سے اوجھل ہو جاتی ہیں"۔ آپؐ نے فرمایا: "قسم بخدا ہے حنظلہؓ، اگر تم لوگ ہمیشہ ذکر و اذکار اور یادِ الٰہی میں مشغول ہو تو فرشتے تمہاری آرام گاہ اور راستوں میں تم سے بڑھ کر مصافحہ کرتے' مگر اے حنظلہؓ وقفہ وقفہ سے اللہ کا ذکر کیا کرو"۔ اس بات کو آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔ (۱۴)

علماء نے بیان فرمایا کہ جس طرح مسلسل مشغولیت سے جسم اکتا جاتا ہے' اسی طرح دل بھی اکتاہٹ محسوس کرتا ہے۔ اسی وجہ سے جائز اور مشروع مذاق سے دوسروں کا دل لطف اندوز ہوتا ہے' آپس میں محبت و الفت' صلہ رحمی اور فرحت و نشاط کو جلا ملتی ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعدد مقامات میں اس قسم کی باتیں منقول ہیں۔

طنز و مزاح کے سلسلہ میں مناسب بات یہ ہے کہ سچائی کا پہلو اوجھل نہ ہونے پائے' اس سلسلہ میں رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنی بھی حدیثیں مروی ہیں' آپؐ کو یہ پہلو ہر جگہ اجاگر نظر آئے گا۔ اور آپؐ نے جو بات بھی مذاق کے طور پر کہی' جھوٹ اور اختراع سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا۔ چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں وسطِ جنت میں ان لوگوں کا سردار ہوں گا' جنہوں نے جھوٹ کو ترک کر دیا' اگرچہ یہ جھوٹ مذاق ہی کیوں نہ رہا ہو"۔ ایک دوسری روایت میں ہے' آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "اس شخص کے لئے ہلاکت ہے' جو لوگوں سے جھوٹی باتیں محض اس لئے کرتا ہے کہ لوگ ہنسیں' ہلاکت ہے' ہلاکت ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے مذاق کی کیفیت

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' اس حال میں کہ آپؐ کے پاس روٹی اور کھجور تھا' آپؐ نے فرمایا: "لو کھاؤ!" میں کھجور کھانے لگا' تو آپؐ نے فرمایا: "کھجور کھاتے ہو؟ اس حال میں کہ تم کو آشوبِ چشم لاحق ہے؟" میں نے جواب دیا کہ "میں دوسری طرف سے کھاتا ہوں"۔ تو آپؐ مسکرا دیئے۔ (۱۵)

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی کہ مجھے سواری دیجئے، آپؐ نے فرمایا: "میں تمہیں اونٹنی کے بچے کی سواری کراؤں گا"۔ اس شخص نے عرض کی "اونٹنی کے بچے پر کیسے سواری کروں گا؟" آپؐ نے فرمایا "ہر اونٹ تو بچہ ہی ہے کسی نہ کسی اونٹنی کا۔" (۱۶)

حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ ایک بڑھیا نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ آپ میرے لئے جنت کی دعا کر دیجئے! آپؐ نے فرمایا، کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔ بڑھیا یہ سن کر رونے لگی تو آپؐ نے فرمایا: "میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بڑھیا بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہیں جائے گی"۔ (۱۷)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا" (الواقعۃ: ۳۵-۳۷)

عبداللہ بن حارثؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی خوش طبعی کے لئے عبداللہؓ، عبیداللہؓ اور کثیر بن عباسؓ (یہ لوگ ابھی بچے تھے) سے کہتے کہ جو میرے پاس آئے گا اس کو یہ یہ چیز ملے گی۔ چنانچہ یہ لوگ دوڑ کر آپؐ کے پاس جاتے، کوئی آپؐ کی پیٹھ پر گرتا تو کوئی سینے پر، آپؐ ان کو چومتے، اور گود لیتے۔ (۱۸)

حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبانِ مبارک حضرت حسینؓ کے سامنے نکالتے تو وہ زبان کی سرخی کو دیکھ کر دوڑتے ہوئے آپؐ کے پاس آتے۔ (۱۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی، اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ ہم سے دل لگی کرتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں، مگر میں صرف سچ اور حق بات کہتا ہوں۔ (۲۰)

انس بن مالکؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی مذاقاً "دو کان والے" کہہ کر پکارتے، (حالانکہ سب کے دو کان ہوتے ہیں)۔ (۲۱)

ان تمام واقعات کو آپ پڑھ جایئے، کہیں بھی آپ کو خلافِ حقیقت بات نہیں ملے گی، معلوم ہوا کہ شریعت نے جائز حدود میں رہ کر خوش طبعی، اور ہنسی مذاق کی اجازت دی ہے، اسلام کوئی خشک مذہب نہیں ہے۔

اشاروں میں بات کرنے کا حکم

لطافت و خوش طبعی کے ضمن میں تعریض و کنایہ بھی داخل ہے۔ اس سلسلہ میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ خوش مزاجی اور دوسرے کے دلوں کو بہلانے کی غرض سے اشارہ و کنایہ میں کچھ کہنا مباح اور جائز ہے' لیکن اگر کسی کو ایذاء رسانی' ظلم' حق کو باطل' اور باطل کو حق ثابت کرنا مقصود ہو تو بلاشبہ یہ ناجائز ہے۔ اس کے برخلاف حصولِ حق' یا ظلم سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے اشاروں میں کوئی بات کہہ دی جائے تو مباح ہے۔ لیکن ان جائز امور میں بھی یہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت نہ ہونے پائے' اور طنز و مزاح میں کثرت بھی نہ ہونے پائے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور مومن کے وقار کو مجروح کرتا ہے۔

مختصراً" ہنسی اور مذاق کی کثرت درج ذیل امور میں فساد کا موجب بنتی ہے:

۱۔ ذکر اللہ سے بے اعتنائی و لاپرواہی۔

۲۔ دینی امور میں غور و فکر سے دوری۔

۳۔ سخت دلی۔

۴۔ بغض و کینہ کا پیدا ہونا' اگر مذاق سے تذلیل مقصود ہو۔

۵۔ وقار اور شخصیت کا مجروح ہونا۔

۶۔ زیادہ ہنسی سے' ذکر اللہ سے لاپرواہی اور دل میں شقاوت پیدا ہوتی ہے۔

۷۔ مذاق کرنے والے سے لوگوں کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جھوٹ سے دور رہنے اور سچائی کو اپنانے کی بیش از بیش توفیق بخشے' اور اسے اخروی نجات کا ذریعہ اور سبب بنائے۔ آمین!

حوالہ جات

ترمذی (۴/۴۹۰) کتاب الفتن' حاکم (۱/۱۳)

مجلہ "حسنا" لندن شمارہ (۴۳۸) اپریل ۱۹۸۵ء

بخاری مع فتح الباری (۱/۸۹) کتاب الایمان، مسلم (۱/۷۸) کتاب الایمان
ترمذی (۴/۲۶۸) کتاب صفۃ القیامۃ باب (۶۰) نسائی (۸/۳۲۷ - ۳۲۸) کتاب الاشربہ۔

بخاری مع الفتح (۱۰/۵۰۷) کتاب الادب، مسلم ۴/۲۰۴۳
مسند احمد (۶/۳۳۸) تخریج احیاء علوم الدین (۳/ ۱۳۱) آداب الزفاف ص ۱۹
مسلم (۱/ ۱۰۳) کتاب الایمان
ابوداؤد (۴/۲۲۸) کتاب الادب، مسند احمد (۲/۳۴۷) سلسلہ احادیث الصحیحہ حدیث (۷۴۸)

فتح الباری، الحجاب ص ۹۳
بخاری مع الفتح (۱۰/۳۵۴) باب الخضاب، مسلم (۳/۱۶۶۳) اللباس والزینۃ
بخاری مع الفتح (۱۰/۳۳۹) اللباس، مسلم (۱/ ۳۲) کتاب الطہارۃ
مسلم (۳/۱۶۴۷) کتاب اللباس والزینۃ

نسائی باسناد جید، فتح الباری (۸/ ۴۳)، مجمع الزوائد (۸/ ۳۸)
مسند احمد (۲/ ۴۵۰)، البانی الحجاب (ص ۸۸)

بخاری مع الفتح (۱۰/۵۳۱) کتاب الادب، مسلم (۲/ ۸۴) کتاب الصیام
مسلم (۴/۲۱۰۶) کتاب التوبہ

ابنِ ماجہ (۲/۱۱۳۹) کتاب الطب، الاحیاء (۳/ ۱۳۰)
ابوداؤد، (۴/ ۳۰۰) کتاب الادب، ترمذی (۴/ ۳۵۷) شمائل ترمذی (۲/ ۳۵)
ترمذی فی الشمائل (۲/ ۳۸-۳۹) ابنِ جوزی کتاب الوفاء ص (۴۳۵) غایۃ المرام حدیث (۳۷۵)

مسند احمد (۱/ ۲۱۳) مجمع الزوائد (۹/ ۱۷)
شرح السنۃ للبغوی (۱۳/ ۱۸۰) سلسلۃ احادیث الصحیحہ، حدیث نمبر (۷۰)

ترمذی (۴/ ۳۵۷) فی البر والصلۃ، الادب المفرد باب المزاح ص (۱۴۳)، مجمع الزوائد (۹/ ۱۷)
مسند احمد (۶/ ۳۱۳) ابوداؤد (۱/ ۳.۳) کتاب الجہاد، ابنِ ماجہ (۱/ ۶۳۶) کتاب النکاح، تحفۃ